اسلامی مدارس میں تعلیم و تربیت کی خشت اول کو درست کریں

تحریر: محمد بشیر، پرنسپل معهد اللغة العربية اسلام آباد

عربی زبان دین اسلام کی پہچان اور شعار ہے۔ کیونکہ اس میں ہماری آخری اور ابدی کتاب، قرآن کریم، نازل ہوئی، اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی زبان یہی تھی۔ آپ اور ان کے صحابہ عرب تھے۔ قرآن کریم کی طرح ان کی تمام احادیث کا ذخیرہ اور آپ کی سیرت مبارکہ اسی زبان میں ہے۔ یوں ہمارے دین اسلام کی تمام تعلیمات اس میں ہیں اور ہماری عبادات کے تمام اذکار، دعائیں اور آداب بھی اسی عربی زبان میں ہیں۔

ہر مسلمان عربی سیکھتا ہے! عربی زبان کی اس دینی اور شرعی اہمیت کی وجہ سے ہر باشعور مسلمان اسے سیکھتا ہے، اور کسی نہ کسی شکل میں اسے بولتا بھی ہے۔ ہمارے اس خطے کے مسلمان خاندانوں میں ایک اچھی روایت نسلوں سے چلی آرہی ہے کہ وہ اپنے ننھے بچوں کو شعوری عمر کو پہنچتے ہی ان کی خواندگی کا آغاز قرآن کریم کی تعلیم دینے سے کرتے ہیں، جس کی ابتدا تعلیم قرآن کے ابتدائی اور تمہیدی قاعدے- بغدادی قاعدے یا قاعدہ یسرنا القرآن یا نورانی قاعدے کی تدریس سے ہوتی ہے۔

بچہ اس تمہیدی قاعدے کو دو یا تین سال مسلسل محنت سے پڑھتا رہتا ہے اور عربی حرفوں کی مفرد اور مرکب شکلوں نیز ان کی حرکات کی متنوع صورتوں اور استعمالات کی مشق کرتے ہوئے قرآن کریم کے الفاظ، مرکبات، جملوں اور آیات کی قرأت سیکھتا ہے اور وقف اور وصل کے اصولوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ یوں ہمارے بچے تین یا چار سال کی عمر کو پہنچتے ہی قرآن کریم کی عربی زبان کو سیکھنا شروع کر دیتے ہیں اور وہ اسے صحیح پڑھنے اور بولنے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔

اس تمہیدی قاعدے کو پڑھنے کے بعد یہ خوش نصیب بچے قرأت کے انہی اصولوں کے مطابق قرآن کریم کو شروع سے لیکر آخر تک پڑھنے کی مشق اور تربیت لیتے ہیں جسے ناظرہ قرآن کریم کی خواندگی کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ ایک یا دو سال مسلسل محنت کرتے ہیں۔

اس ناظرہ قرآن کریم کورس کے دوران وہ کئی منتخب سورتوں کو زبانی بھی یاد کرتے ہیں، نیز وہ مکمل نماز کے اذکار، اذان اور دیگر مواقع پر پڑھے جانے والے اذکار اور دعاؤں کو بھی از بر کر لیتے ہیں۔ اس مدت میں بچے

قرآن کریم کی آسان اور سلیس عربی زبان میں جب اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور آیات کو بار بار اور تکرار سے پڑھتے اور دہراتے رہتے ہیں، تو ان کے دلوں اور ذہنوں میں قرآنی الفاظ، مرکبات، محاورے اور جملے بلکہ پوری پوری آیات پختہ اور محفوظ ہوجاتی ہیں۔ وہ رفتہ رفتہ تیس پاروں پر مشتمل قرآن کریم کی لغت عربی کے عظیم اور وسیع ذخیرے سے اچھی طرح مانوس اور واقف ہو چکے ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیم وتربیت کا اچھا آغاز: مسلمان بچوں کی اسلامی تعلیم وتربیت کا یہ پہلا کورس جو بغدادی قاعدے اور ناظرہ قرآن کریم پر مشتمل ہے ایک جامع اور مفید کورس ہے کیونکہ اس میں ان کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا ایسا عمدہ اور جامع پروگرام دیا گیا ہے جو درج ذیل بنیادی اور ضروری نقاط کو شامل ہوتا ہے:

۱- کتاب اللہ کی قرأت کے ضروری قاعدوں کی تعلیم اور مشق

۲- کتاب اللہ کی صحیح اور پختہ تلاوت کی نظری اور عملی تربیت

۳- اسلام کے پہلے دو بنیادی ارکان شہادتین اور نماز کی تعلیم اور عملی تربیت

۴- بنیادی اسلامی آداب کی تعلیم وتربیت

۵- عربی زبان کے بنیادی الفاظ، ترکیبوں، محاوروں اور جملوں کو پڑھنے اور بولنے کی پختہ تربیت

اور پھر بچے اسے جس یکسوئی، شوق اور توجہ سے پڑھتے ہیں اور فرفر سناتے ہیں اس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی تین چار سال کی مسلسل محنت اور ریاضت کے نتیجے میں اسلامی تعلیم وتربیت کے مذکورہ بالا مضامین میں ایسی اچھی استعداد اور صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں جسے بنیاد بنا کر اگلے تعلیمی مرحلے میں ان کی بہتر اور معیاری تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

سال اول کے پہلے مضمون میں جمود: اس کے بعد بچوں کی ایک بڑی تعداد عربی زبان سیکھنے اور اسلامی تعلیم کے حصول کی غرض سے اسلامی مدارس میں داخل ہوتی ہے جہاں وہ سال اول کا تعلیمی نصاب پڑھتے ہیں۔ جس کا سب سے اہم اور پہلا مضمون ترجمہ قرآن کریم کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی تدریس یوں ہوتی ہے کہ سبق کے آغاز پر ایک طالب علم مقررہ آیات کریمہ تلاوت کرتا ہے، پھر معلم ان کا مقامی زبان میں ترجمہ سکھاتا ہے۔ وہ ان کا ترجمہ کرتے ہوئے ان میں مذکور مشکل الفاظ اور ترکیبوں کی حسب ضرورت تشریح بھی کرتا جاتا ہے۔ طلبہ اس ترجمہ

اور تشریح کو نہایت توجہ اور انہماک سے سنتے اور یاد کر لیتے ہیں۔قرآن کریم کی تعلیم و تدریس کے اس نہج سے انہیں متعدد تعلیمی و تربیتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

۱- وہ قرآن کریم کی آیات کا معنی اور ترجمہ سیکھ لیتے ہیں۔

۲- وہ قرآن کریم کے فہم و مطالعہ کی قدرت حاصل کر کے اس کے ارشادات اور احکام کو خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے اہل ہوتے ہیں۔

۳- وہ قرآن حکیم کے الفاظ اور تراکیب کی لغوی اور صرفی و نحوی تشریح سے واقف ہوتے ہیں۔

ترجمہ قرآن کریم کی ایسی تدریس سے ہمارے بچوں اور نو جوانوں اور علماء کو مذکورہ بالا فوائد اور نتائج حاصل ہوتے ہیں لیکن یہ فوائد محدود اور نا کافی ہیں، اور ہمارے عزیز بچوں کی اعلیٰ اور معیاری تعلیم و تربیت کے تمام اہداف اور مقاصد کا احاطہ نہیں کرتے۔اس لیے یہ طریقہ تدریس کچھ مفید ہونے کے باوجود ناقص ہے۔اور اس ناقص اور جامد طریقہ تدریس کا تسلسل زیر تعلیم طلبہ میں جمود پیدا کرتا ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ ہماری درسگاہوں میں تعلیم قرآن کریم کا یہ عظیم ترین مضمون اس کی آیات کریمہ کا لفظی ترجمہ رٹنے اور رٹانے تک محدود رہتا ہے اور تین چار سال تک کسی تبدیلی یا ترقی کے بغیر اسی نہج پر چلتا رہتا ہے، اور ایسا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا کہ اس کی تدریس کے دوسرے سال یا اگلے سالوں میں، جب زیر تعلیم طلبہ کی تعلیمی صلاحیت اور فکری و علمی معیار بڑھ جاتے ہیں اس کے تدریسی نہج کو ترقی دیتے ہوئے اس میں مزید تعلیمی و تربیتی مقاصد کو شامل کر لیا جائے۔

ترجمے نے سب کو عربی زبان سے لاتعلق کر دیا! اس جامد طریقہ تدریس نے ہمارے پورے تعلیمی ڈھانچے کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔آپ دیکھتے ہیں کہ درس نظامی کے تمام مضامین کی تدریس، شروع سے لے کر آخر تک اسی نہج پر ہوتی ہے۔اس نے ہمارے تمام طلبہ، طالبات، مدرسین اور علماء کو قرآن کریم کی زبان -لسان عربی مبین- سے لاتعلق کیا ہوا ہے۔وہ اس کے فہم و مطالعہ سے محروم رہتے ہیں اور انہیں قرآن کریم کے الفاظ، ترکیبوں، محاوروں اور استعمالات میں تدبر اور غور و فکر کی تربیت دی جاتی ہے، نہ ان کے لکھنے اور بولنے اور متنوع استعمالات کی مشق کرائی جاتی ہے۔اس طرح وہ کتاب اللہ کے حافظ اور عالم ہونے کے باوجود عربی زبان میں کوئی صلاحیت حاصل نہیں کر پاتے۔یوں قرآن کریم کی تعلیم و تدریس میں اس جمود اور کاہلی نے عرصہ دراز سے ہمارے عزیز بچوں، نو جوانوں، مدرسین، علماء، مفکرین اور تمام تعلیم یافتہ طبقوں کو عربی زبان سے لاتعلق اور

محروم رکھا ہے۔اس لیے یہ طریقہ تدریس، جو ہمارے ملک اور خطے کے تمام ممالک کے اسلامی مدارس میں جاری وساری ہے ناقص اور مضر ہے۔ ضره اکبر من نفعه۔ اس کے مضر اثرات کی مزید تفصیل دوسری جگہ ملاحظہ کریں۔

چنانچہ سال اول کا یہ نقص اگلے تعلیمی مراحل میں بھی تعلیم وتربیت کے مقاصد کو متاثر کرتا ہے اور پورے درس نظامی کو سال اول سے لیکر سال ہشتم تک عربی زبان وادب سے لاتعلق رکھتا ہے، اور اس پر عظیم مفکر شیخ سعدی رحمہ اللہ کا یہ شعر صادق آتا ہے

ع خشت اول چو نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

خشت اول کو سیدھا کریں: یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے کہ قرآن کریم کی عربی زبان نہایت آسان اور سلیس ہے اور اس کی آیات کریمہ میں آسان اور مشہور لفظوں، مختصر اور عام فہم محاوروں، ترکیبوں اور جملوں کا استعمال بکثرت ہوا ہے۔ہم زیر تعلیم بچوں کے مرحلے اور معیار کے مطابق ان سے ایسا انتخاب کر سکتے ہیں جو انہیں قرآنی عربی زبان کے فہم، نطق، تحریر اور سماع کی اچھی تربیت دے اور انہیں گرامر کی بھول بھلیوں میں نہ ڈالے۔اس طرح بچے قرآن کریم کے ترجمہ یا فہم ومطالعہ کے ساتھ ساتھ اس کے عربی لغت کے فہم ومطالعہ، بول چال اور تحریر کی تربیت پائیں گے اور سال اول ہی سے عربی زبان کے پڑھنے بولنے اور لکھنے کی مشق کرنے لگیں گے جو ان کے ذہنوں اور دلوں میں عربی زبان وادب کے اچھے ذوق کی بنیاد بنے گی۔

یہ ہمارے مدارس میں اسلامی تعلیم کا پہلا سال ہے۔کمسن بچے بڑے شوق سے اور اچھے اچھے جذبوں کے ساتھ عربی زبان سیکھنے اور اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آتے ہیں اور اپنا تعلیمی سفر شروع کرتے ہیں۔ یہ ان کی بہتر تعلیم اور عمدہ تربیت کی بنیاد رکھنے کا سنہری وقت ہوتا ہے۔آیئے ہم اس کا آغاز قرآن کریم کی معیاری اور مثالی تعلیم سے کریں۔

بچے خواہ مدارس کے عربی کورس میں داخلہ لیں یا تجوید القرآن الکریم کورس یا تحفیظ القرآن الکریم کورس میں داخل ہوں ان سب کو ان کے اپنے اپنے مضمون ترجمہ قرآن کریم/ تجوید/تحفیظ کے ساتھ ساتھ

لغت قرآن کریم کی تعلیم وتربیت ضرور دی جائے۔

کمسن بچوں کو قرآنی عربی زبان کی تعلیم دینا آسان ہے: ہم سب جانتے ہیں کہ اسلامی مدارس کے طلبہ خواہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھتے ہوں یا اسے حفظ کرتے ہوں یا اس کی تجوید وقرأت کی تعلیم وتربیت پا رہے ہوں، وہ سب قرآنی آیات اور سورتوں کو بار بار اور تکرار سے پڑھتے رہتے ہیں۔ اس لیے انہیں قرآن کریم کے الفاظ، ترکیبات، استعمالات اور جملے زبانی یاد ہوجاتے ہیں۔ یوں اس تعلیمی مشق کے دوران ان کے ذہنوں میں عربی زبان کا 'نہایت وسیع اور عمدہ ذخیرۂ لغت' محفوظ ہوجاتا ہے۔ یہ محفوظ ذخیرۂ لغت ان بچوں کو عربی زبان کی تعلیم وتربیت دینے کی اچھی بنیاد بن سکتا ہے۔

اس ''وسیع اور عمدہ ذخیرۂ لغت'' کو محفوظ کرنے والے ان طلبہ کے فکری پہلو پر بھی غور کریں۔ وہ دین اسلام کے طلبہ ہیں اور اسی کے سچے عقائد اور پختہ احکام وآداب کی تعلیم پا رہے ہیں۔ نتیجتاً وہ وسیع فکر ونظر کی تربیت حاصل کررہے ہیں۔ الغرض وہ لسانی اور فکری دونوں پہلوؤں سے عمدہ تعلیم وتربیت لینے کے اہل ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ انہیں عربی زبان کی عمدہ اور مؤثر تعلیم وتربیت دینے کا بہت سنہری موقع ہوتا ہے۔

عربی زبان کی تدریس کا موزوں ترین موقع: بلکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ بغدادی قاعدہ رٹنے کے بعد قرآن کریم کو حفظ کرنے والے بچوں کو عربی زبان کی تدریس کا یہ ایسا آسان اور عمدہ موقع ہوتا ہے جس کی مثال دوسری زبانوں کے تدریسی پروگراموں میں نہ ملے گی۔ اب یہ ہمارے تعلیمی نظام، مدارس اور معلمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس آسان، مثالی اور عمدہ موقع سے استفادہ کرتے ہوئے انہیں عربی زبان کی اچھی اور عمدہ تدریس کا اہتمام کریں۔

قرآنی عربی زبان کی تعلیم کیسے دی جائے؟! میں اپنی تجاویز کے مطابق پہلے سورہ فاتحہ کی تدریس کی مثال بیان کرچکا ہوں، اب یہاں سورہ بقرہ کی پہلی پانچ آیات کریمہ کی تدریس کی مثال پیش کرتا ہوں۔

۱- شرح الکلمات: معلم ہر سبق کے شروع میں مقررہ آیات کریمہ کے الفاظ اور ترکیبوں کی لغوی تشریح کو تختہ سیاہ پر لکھے تاکہ بچے اسے یاد کریں اور اپنی کاپیوں میں درج کریں:

سُورة	سورت	ج سُوَر	الصَّلٰوۃ	نماز	ج صَلٰوات
ذٰلِکَ	وہ	ج أُولائک	رَزَقْنٰھُمْ	ہم نے انہیں دیا	
الْکِتٰبُ	کتاب	ج کتب	رَزَق یَـرْزُق رِزْقًا	دینا	
ھُدًی	ہدایت	ھَدَی یَھْدِی ھُدًی	یُنْفِقُوْنَ	وہ خرچ کرتے ہیں	
لِلْمُتَّقِیْنَ	پرہیزگار	م مُتَّقِی	أنفَقَ یُنفِقِ اِنفاقًا	خرچ کرنا	
یُؤْمِنُوْنَ	وہ ایمان لاتے ہیں		یُوْقِنُوْنَ	وہ یقین کرتے ہیں	
آمَنَ یُؤْمِن اِیمانًا (ب)	ایمان لانا		أیقَن یُوقِن اِیقانًا	یقین کرنا	
یُقِیْمُوْنَ	وہ قائم کرتے ہیں		المُفْلِحُوْنَ	فلاح پانے والے	م مُفلِح
أقامَ یُـقِیْمُ اقامة	قائم کرنا				

۲- ترجمة الآيات وشرحها:
اس کے بعد معلم ان آیات کریمہ کا مقامی زبان میں ترجمہ کرے گا اور بچوں کے معیار کے مطابق ان کی تشریح کرے گا۔

۳- التمرينات المتنوعة:
اب معلم ان آیات کریمہ پر متنوع سوالات کو حل کرنے کی مشقیں زبانی اور تحریری دونوں طرح حل کرائے۔

(۱) اكتب أضداد الكلمات الآتية:	ويكون الجواب:
مدنية	مدنية ضدها مكية۔
الكافر	الكافر ضده المؤمن۔
الدنيا	الدنيا ضدها الآخرة۔
الغيب	الغيب ضده الشهادة۔
السماء	السماء ضدها الأرض۔
أمام	أمام ضده خلف۔
قبل	قبل ضده بعد۔

(۲) املإ الفراغ بكلمة مناسبة فيما يأتي:
۱- سورة الفاتحة.............. وسورة البقرة مدنية۔

۲- المؤمنون يؤمنون ....

٣- ويُقيمون ....
٤- ويُنفقون .... أموالهم
٥- ويُؤمنون .... أنـزل على محمد ﷺ
٦- ويُؤمنون .... أنـزل من قبله

(٣) املإ الفراغ بكلمة مناسبة فيما يأتى:

١- هو آمَنَ بالله۔
٢- هما .... بالله۔
٣- هم ....
٤- هِىَ ....
٥- هُمَا ....
٦- هُنَّ ....
٧- أنا ....
٨- نَحنُ ....

(٤) أجب عما يأتى:

١- من خَلَقنا؟
٢- من خَلَق السماء؟
٣- من خَلَق الأرض؟
٤- من خَلَق العالم؟
٥- من أنـزَل القرآن الكريم؟
٦- على مَن أنـزِل القرآن الكريم؟

(٥) لخص معنى هذه الآيات الكريمة بعبارتك۔

الجواب: ذكر الله سبحانه وتعالى فى هذه الآيات الكريمة أنه أنـزل هذا القرآن ليهدى الناس إلى الصراط المستقيم، وذكر خمس صفات لعباده المؤمنين، وهى:

١- أنهم يؤمنون بالغيب،

٢- ويقيمون الصلاة،
٣- وينفقون من أموالهم فی سبيل الله،
٤- ويؤمنون بما أنـزل على محمد ﷺ وما أنـزل قبله،
٥- ويؤمنون بالآخرة۔
وهؤلاء هم على الحق وهم المفلحون۔ اللهم اجعلنا منهم، آمين۔

فوائد: آپ دیکھتے ہیں کہ اس طریقۂ تدریس میں زیرِ تعلیم بچے ترجمہ قرآن کے ساتھ ساتھ پہلے مقررہ آیات کریمہ میں مستعمل الفاظ کی اچھی لغوی تشریح لکھتے اور یاد کرتے ہیں اور پھر قرآن کریم کی لغت کو لکھنے، بولنے اور سننے کی متنوع اور عمدہ مشقیں کرتے ہیں جوان کے ذہنوں میں عربی زبان وادب کی اچھی بنیاد بنے گی، اور کتاب اللہ کے اعلیٰ فہم وتدبر کی اہلیت پیدا ہوگی جو مستقبل میں ان کی تعلیمی اور علمی ترقی کا ذریعہ ہوگی۔

شعبہ تجوید اور تحفیظ میں تین پاروں کی تدریس کرائی جائے: ہماری درسگاہوں میں اس وقت شعبہ **تحفیظ القرآن الکریم** اور شعبہ **تجوید القرآن الکریم** کے طلبہ کو کسی طرح کے فہم کے بغیر قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے جس کی نتیجے میں وہ عمر بھر اس کے فہم سے محروم رہتے ہیں اور امام اور مقری مقرر ہونے کے بعد بھی اس کی لغت اور معانی کو سمجھے بغیر پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ تمام علماء اور معلمین تسلیم کرتے ہیں، یہ امر کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے۔ اسلئے ان دونوں شعبوں کے طلبہ کو بھی کم از کم تین پاروں کی تدریس ضرور کرائی جائے۔

میرے اس مجوزہ طریقۂ تدریس پر عمل کرنے سے ان کے ذہنوں میں قرآن کریم کے اچھے فہم ومطالعہ کی راہ ہموار ہوگی، جس سے انہیں ان مضامین یعنی تجوید اور حفظ میں بھی بڑی آسانی ہو جائے گی کہ وہ اب قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھیں گے تو نسبتاً کم مدت میں حفظ کر سکیں گے اور فراغت کے بعد مستقبل میں اپنی ذمہ داریوں کو فہم وبصیرت کے ساتھ ادا کرنے کے اہل ہونگے، اور ضرورت کے وقت آسانی سے علوم اسلامیہ کے شعبوں میں داخلہ لیکر مزید ترقی کر سکیں گے۔

میں اپنے طویل غور وفکر اور تجربات کی روشنی میں تعلیم وتربیت کی یہ تجویز اسلامی مدارس کے ارباب اختیار، مدرسین، علماء اور وفاقوں کے افسران بالا کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ تجویز آسان اور قابل عمل ہے۔ اس کے نفاذ سے ہمارے اداروں کے تعلیمی نظام میں ایسا انقلاب آئے گا جوان کی ترقی کا ذریعہ بنے گا اور ہمارے فاضل اساتذہ اور معلمین بھی اس سے مستفید ہوں گے۔ **ان شاء اللہ تعالیٰ وهو الموفق والمستعان.**